ولی اللّٰھی نظریہ ارتفاقات اور عصر حاضر

ڈاکٹر محمد آصف خان *

انسان اپنی ضروریات اور حاجتوں کو تنہا پورا کرنے سے قاصر ہے چنانچہ عمرانی مفکرین کی اکثریت کے نزدیک انسانی بقاء کے لئے "معاشرہ" ناگزیر ہے۔ انسان فطرتاً معاشرتی مزاج رکھنے والی مخلوق ہے خاندان اور معاشرے سے وابستہ رہنا اس کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس سے انحراف لاتعداد مشکلات کا باعث بنتا ہے (۱)

ابن مسکویہ لکھتا ہے۔

ان الانسان ایضاً خلق مدنیاً با لطبع أعنی أنه لا یستغنی فی بقا ئه عن المعونات الکثیر ة من الناس الکثیرین. (۲)

انسان اور اجتماعی زندگی ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں اسی وجہ سے "فرد اور اجتماع" فلاسفہ اور مفکرین کے لئے ایک انتہائی اہم اور دلچسپ موضوع ثابت ہوئے ہیں۔ برصغیر کے عظیم مفکر شاہ ولی اللہؒ نے دینی علوم کے علاوہ عمرانیات میں بھی اپنے تخلیقی جوہر دکھائے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک معاشرہ تخلیق کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔

من عنایةاللهسبحانه بالانسان ان خلق الانسان مدنی الطبع لایتم ارتفاقه الابصحبة بنی نوعه و اجتماعهم و تعاونهم.(۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں جو خواص رکھے ہیں۔ اُن کی وجہ سے انسان کو مدنی الطبع پیدا فرمایا چنانچہ اس کے ارتفاقات اپنے ہم نوع انسانوں کے ساتھ مل کر رہے بغیر اور ان کے اجتماع اور تعاون کے بغیر تکمیل نہیں پا سکتے۔

اپنے شہرہ آفاق نظریہ ارتفاقات کے ذریعے شاہ صاحب نے معاشرے کے بننے اور بگڑنے کے عمل کو منطقی ترتیب سے پیش کر کے عمرانی علوم کے لئے لازوال کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، واپڈا ڈگری کالج، تربیلا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

معانی ومفہوم:

ارتفاق کا مادہ ر۔ف۔ق ہے۔جس کے معنی "نرمی" اور " وہ چیز جس سے مدد لی جائے" کے ہیں (۴) اس سے شاہ صاحب کی مراد وہ نفع بخش تدابیر ہیں جو انسانی زندگی کے لوازمات میں سے ہیں۔

ارتفاقات کے لغوی مفہوم پر بحث کرتے ہوئے بشیر احمد لکھتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے فائدے کی جتنی چیزیں ہیں۔وہ کائنات میں موجود تو ہیں۔لیکن وہ انسان کے خود بخود کام نہیں آتیں وہ سرکش اور باغی ہیں۔انسان کو انہیں رام کر کے نرمی کے ساتھ کام لینا پڑتا ہے۔(۵)

اس بات کو ہر مفکر نے تسلیم کیا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اُس کی ضروریات اِس قسم کی ہیں کہ مِل جُل کر رہے بغیر پورا ہونا مشکل ہے۔

عبدالوحید صدیقی لکھتے ہیں

جب یہ باب "ارتفق" میں آتا ہے جس کا مصدر ارتفاق ہے۔تو اس کے معنی باہم معاونت کے ہوتے ہیں۔اب شاہ صاحب لفظ "ارتفاق" ایک خاص اصطلاح کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔جس سے وہ انسان کی مادی ضرورتوں کی تکمیل کے وہ وسائل مراد لیتے ہیں۔جنہیں اس نے اپنی ارتقا کے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے تخلیق کیا۔اوران کی وجہ سے وہ بتدریج اپنی ضرورتوں کو زیادہ سے زیادہ سہل طریقوں سے پورا کرنے کے قابل ہو گیا۔(۶)

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ شاہ صاحب "نظریہ ارتفاقات" کی تشکیل وترتیب میں قدماء کے نظریات سے بھی مستفید ہوئے۔فارابی کے نزدیک انسان کی فطرت کے تقاضے اس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے جب تک بڑی بڑی انسانی جماعتیں اکٹھی ہو کر ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں۔اسی طرح فارابی نے معاشروں کی جو تقسیم پیش کی ہے (۷) شاہ صاحب نے ان سے بھی استفادہ کیا ہے۔ابن سینا نبوت اور الہام کو انسانی معاشرے کی تعمیر اور سیاسات مدن کیلئے ضروری قرار دیتا ہے اور معاشرے کی ترقی اور بقاء کے لئے وحی اور الہام کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

معاشرے کی ضرورت قرار دیتا ہے جس کی عدم موجودگی سے معاشرے میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ شاہ صاحب نے نظریہ ارتفاقات میں مندرجہ بالا نکتے کو بھی سمو دیا ہے۔علاوہ ازیں شاہ صاحب ابن خلدون سے بھی خوشہ چینی کرتے نظر آتے ہیں۔

نظریہ ارتفاقات کا خلاصہ:

ارتفاقِ اوّل:

ارتفاقِ اوّل سے مُراد اجتماعی اداروں کی تشکیل اور تہذیبی و عُمرانی زندگی کا پہلا درجہ ہے۔ جس میں انسان نے زبان تخلیق کی، زراعت اور کھیتی باڑی شروع کی، کھانا پکا کر کھانے لگا، رہائش کے لیے مکان بنایا اور لباس اور برتنوں کا استعمال شروع کیا۔ اِس طرح خوراک، گھر، لباس، بقائے نسل انسانی ضروریات میں سے ہیں۔ارتفاق اوّل میں شاہ صاحب نے زبان کو انتہائی اہم قرار دیا۔ کیونکہ یہ باہمی رابطہ کا انتہائی اہم ذریعہ ہے۔

شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں وضاحت کرتے ہیں کہ اِس ارتفاق کا سنگِ بنیاد زبان ہے جس کے ذریعے انسان اپنے دل کی بات دُوسرے کو سمجھاتا ہے۔ اور اپنے افکار وخیالات سے دوسروں کو اسی کی وساطت سے مطلع کرتا ہے بالفاظِ دیگر فہم وتفہیم کا یہی واحد ذریعہ ہے(۹)

ارتفاق اوّل میں ایک اہم انسانی ضرورت زوجہ کی تعیین ہے۔تا کہ انسانی نسل کی بقاء اور تربیت و پرورش کا مناسب انتظام وجود میں آئے۔

ارتفاق اول کے تمام طریقے برس ہا برس کے تجربہ کا نتیجہ ہوتے ہیں اور ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتے چلے جاتے ہیں۔اور رفتہ رفتہ ان میں مزید بہتری آتی چلی جاتی ہے۔ان طریقوں کو افراد ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہیں۔ دانشمند اور عقلمند افراد معاشرے کے دیگر افراد کی رہنمائی کرتے ہیں۔

ارتفاق دوم:

ارتفاقات کے درجۂ دوم میں معاشرے کے تجربات، اخلاق فاضلہ، باہمی حسنِ صُحبت اور رفاہ عامہ کے اُصولوں کو مدنظر رکھ کر ارتفاق اوّل کو ترقی دی جاتی ہے۔تدبیر منزل اور مختلف پیشوں کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔

ارتفاق دوم کے بڑے بڑے مسائل وہ آداب ہیں۔ جن کا تعلق کھانے پینے، نشست و برخاست، بیداری وخواب، سفر وحضر، خلوت وجلوت، لباس ومسکن، جسم ولباس کی صفائی اور پاکیزگی، زینت اور سادگی، بحث اور گفتگو، علاج، مرض اور حفظ صحت، منتر اور جھاڑ پھونک، مستقبل کے واقعات کا علم حاصل کرنے کی کامیاب یا ناکام کوشش، مواقع یا یوں کہیئے خوشی کی تقریبات پر مثلاً ولادت، عقد ازدواج کی تقریب، عیدین وغیرہ مسرت کے موقعوں پر اقارب اور احباب کی ضیافت کرنا، مسافر کے سفر سے بخیریت واپس آنے پر خوشی کا اظہار کرنا، کسی کو مصیبت پیش آئے تو اس کیساتھ قولی اور عملی ہمدردی کرنا، بیمار پرسی کرنا، میت کی تجہیز وتکفین میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیناوغیرہ ایسے ہی دیگر امور سے ہے(۱۰)

ارتفاق سوم:

انسانی معاشرہ ارتقاء پذیر ہوتے ہوئے تیسرے مرحلہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ عمرانی ارتقا کا تیسرا مرحلہ سابقہ مرحلے کا فطری نتیجہ ہے، جس میں معاشرہ واقعۃً ایک متحدہ نظام الاعضاء کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور یہی مملکت کی بنیاد ہے۔ اتحاد اور عضویت دونوں مزید عمرانی ارتقاء کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ امر ایک ہم رنگ مملکتی حکومت کی تخلیق وترقی کی طرف لے جاتا ہے(۱۱)

تیسرے مرحلہ میں ریاست قائم ہوجاتی ہے۔ نیز مختلف صنعتیں اور پیشے منظم ومضبوط ہوجاتے ہیں۔ جب لوگ مضاربت اور شراکت جیسے معاملات سرانجام دیں گے اور ہر شخص کسبِ معاش کے لیے کسی ایک پیشے کو اپنائے گا اور اس سلسلہ میں مہارت بہم پہنچائے گا تو تمام دیگر لوگ اس سے مستفید ہونگے۔ اور باہمی تعاون اور امداد کا سلسلہ قائم ہوجائے گا اور مختلف طبقات کے درمیان تعلقات پیدا ہونگے۔ ہر پیشے کی اہمیت اور دیگر لوگوں سے اُس کے تعاون کی وجہ سے شاہ صاحب معاشرے کو ایک شخص سے تشبیہ دیتے ہیں(۱۲) ارتقاق ثالث میں معاشرے کے مختلف طبقات کو ایک نظم میں پرونے کے لئے ایک حکمران کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں اور فسادیوں کی اصلاح کر سکے۔ اور پورے معاشرے میں امن وامان قائم رکھے۔(۱۳)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ارتفاق ثالث میں حکمران کا اصل فریضہ تمدنی وحدت کی بقا اور استحکام ہے۔ چنانچہ وہ عمران کو نفع پہنچانے والی تدابیر اختیار کرے گا اور نقصان دہ اُمور پر نظر رکھے گا

ارتفاق چہارم:

ارتفاق ثالث ایک مکمل اور خود مختار وحدت ہے لیکن ایسی متعدد وحدتیں قائم ہو جائیں تو ان کے درمیان حسد اور رقابت کی وجہ سے جھگڑوں کا امکان ہوگا۔ اور اختلافات کی وجہ سے جنگوں تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ چنانچہ ارتفاق ثالث کی طرح یہاں بھی وحدت کا رنگ پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ جس کے لیے حاکم اعلیٰ کا تقرر کیا جائے گا۔

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

فاضطروا الی اقامة الخليفة أو الانقياد لمن تسلط عليهم تسلط الخلافة الكبرىٰ واعنى بالخليفة (۱۴)

مراد یہ ہے۔ اس لیے کسی ایسے حاکم اعلیٰ کا ہونا ضروری ہے جس کے لیے یہ ممکن ہو کہ ان سب پر اپنا تسلط قائم رکھ سکے اور کسی کو بھی اس کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہ ہو۔ ایسے شخص کو مذہب کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں۔ اور اس کے منصب کا نام خلافت ہے۔ مختلف حکومتوں کے مابین ہونے والی جنگیں معاشرے کے لیے سخت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اور اس طرح تہذیبی و تمدنی زندگی اور اس کا ہر شعبہ خلل اور فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اِن وحدتوں اور حکومتوں کو منظم اور مربوط رکھنے کی شدید ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

فلا بد لهذه الحاجة من انجبار وهو اقامه خليفة الخلفاء، وحده ان تحصل له من الشوكة والحمية له وانضمام الأ بطال اليه مايرى كا لممتنع ان يسلبه رجل آخر ملكه.(۱۵)

یعنی اس کا علاج صرف یہ ہے کہ ان سربراہوں میں ایک خلیفۃ الخلفاء ہو جس کے پاس اتنا ساز و سامان ہو، اس کی حمایت کے لیے اتنی صاحب حمیت رعیت ہو اور اس کے لشکر میں اتنے بہادر جمع

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوں کہ کسی دوسرے شخص کے لیے ناممکن ہو کہ اُس سے حکومت وامامت بزورِ شمشیر چھین سکے۔

محمود احمد غازی لکھتے ہیں۔

When several states (mudun kathirah) exist at a time, dissension arises, infecting the body-politic of the states. In such cases, a superior physician (tabib al-atibba or imam al-aimmah) is required to cure these inter-state diseases. Elsewhere, the imam al-aimmah has been termed the khalifah. This is the fourth irtifaq, which is, in fact, an elementary form of international polity. (16)

گویا ارتفاقات کے چوتھے درجے میں متعدد ریاستیں ایک نظم کے تحت آ جائیں گی۔ اور اس کا سبب حکمرانوں کے باہمی جھگڑے اور فساد کی وجہ سے نوع انسانی کی تمدنی زندگی کو لاحق خطرات ہیں۔

نظریہ ارتفاقات کی رو سے عصری تقاضوں کے مطابق خود کو نہ ڈھالنے والے فنا ہو جاتے ہیں نیز تمام ارتفاقات کو برقرار رکھتے ہوئے ترقی کرنا ہی زندگی کا راز ہے۔ ناموافق حالات کی بنا پر پچھلے ارتفاق کی طرف لوٹنا عمرانی زندگی کا تسلسل برقرار رکھتا ہے۔

شاہ صاحب عمرانی بگاڑ کے ایک سبب کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لانعقاد الرسم على الرغبة فى الارتفاق الثانى بحيث يصير القيام بالارتفاق الاول كالمنسى المنبوذ وراء الظهر، والارتفاق الثالث بحيث يصير القيام بالاعتبارات التى هى تأمر بها فى الارتفاق الثانى كالمنسى اعتمادا على كسر القيم به .(١٧)

یعنی ارتفاق ثانی کے نظام پر لوگوں کی رسم و رغبت بڑھ جاتا اور ارتفاق اول کو نسیا منسیا کر کے کلی طور پر پس پشت ڈال دیں یا ارتفاق ثانی کے آداب واصول کو پس پشت ڈال کر ارتفاق ثالث

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کواس بھروسہ پر اختیار کرلیں کہ ارتفاق ثالث کا محافظ ارتفاقِ ثانی کے اصول اور آداب کو بر جبر رائج کر سکے گا۔

نظریہ ارتفاقات کے دو اہم اصول

شاہ صاحبؒ کے پیش کردہ نظریہ ارتفاقات میں دو بنیادی اصول موجود ہیں۔ جن کی تشریح اس نظریہ کی تفہیم میں انتہائی مددگار ثابت ہوگی۔

انسانی فطرت سے ہم آہنگی:

پہلا اصول یہ ہے کہ ارتفاقات کی بنیاد انسانیت پر ہے۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ ارتفاقات اور اُن میں ارتقاء کا عمل پوری دنیا میں یکساں ہوگا۔ خواہ وہ افراد کسی بھی مذہب کے پیروکار ہوں۔ ترقی کی رفتار کم و بیش ہوسکتی ہے۔ لیکن ترتیب یہی ہوگی۔

ارتفاقات کے جملہ انواع میں یہی ارتفاق اوّل ہی اس قابل ہے کہ تمام اقوام عالم اس کو قبول کرسکیں۔ بالفاظ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ ارتفاق ہے جس کی پابندی کرنا بنی نوع انسان کی تمام اقوام اور قبائل کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس کی پابندی کئے بغیر ان کا اجتماعی زندگی بسر کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ مثال کے طور پر خوراک کے معاملہ میں تمام انسانیت اس پر متفق ہے کہ سڑی ہوئی اور بدبودار غذا کھانا درست نہیں اور اگر کھایا جائے تو بیماری کا خدشہ ہوگا۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

فانــه أجـمـع مـن يـعـتـد بـــه مـن أهـل الامزجة الصحيحة سكان البلدان المعمورة على أن لا يؤكل الطعام الخبيث كالميت حتف أنفه و المتعفن والحيوان البعيد من اعتدال المزاج وا نتظام الاخلاق (۱۸)

یعنی سطح زمین پر جتنے انسان بستے ہیں۔ جن کا مزاج معتدل اور جن کی فطرت سلیم ہے۔ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ اس جانور کا گوشت جو بغیر ذبح کئے طبعی موت مرا ہو اور وہ گوشت جو متعفن ہو چکا ہو۔ اور اس حیوان کا گوشت جس کا مزاج اور اخلاق اعتدال سے بہت دور ہو اچھا نہیں بلکہ خبیث ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی طرح صفائی اور نظافت بھی تمام انسانیت کے نزدیک مستحسن چیز ہے۔صحیح المزاج شخص خواہ اس کا تعلق کسی مذہب، کسی علاقے یا کسی بھی نسل سے ہو اپنے لباس، جسم اور جگہ کو صاف ستھرا رکھنا پسند کرے گا۔

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

و أجمعوا على استحباب النظافة نظافة البدن و الثوب و المكان عن شيئين عن النجاسات المنتنة المتقدره و عن الاوساخ النابتة على نهج طبيعي كا لبخر يزال بالسواك و كشعر الابط و العانة و كتو سخ الثياب و اعشيشاب البيت۔(١٩)

یعنی صفائی اور پاکیزگی سب کے نزدیک اچھی اور قابل تعریف چیز ہے۔چنانچہ سب لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں کہ جسم اور لباس اور مکان کو نجاسات اور غلاظتوں سے پاک و صاف رکھنا چاہتے نیز وہ بدبو یا میل کچیل جو طبعی طور پر ظہور میں آتی ہے اس کا مٹانا بھی ضروری خیال کیا جاتا ہے۔مثلاً منہ کا بدبودار ہو جانا جس کے لیے مسواک استعمال کرنی چاہیے۔بغل کے بالوں اور موئے زہار کو دور کرنے کا طریقہ ان کو مونڈ ڈالنا ہے۔کپڑے میلے ہو جائیں تو ان کو پانی اور صابن سے پاک وصاف کر لینا چاہیے۔مکان میں کوڑا جمع ہو جائے تو اس کو اٹھوا کر باہر پھینک دینا مناسب ہے۔

چنانچہ صفائی اور پاکیزگی بھی ایسی چیز ہے جس میں تمام انسان ایک ہی قسم کے طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔البتہ کچھ کمی بیشی کا امکان ہو سکتا ہے۔شاہ صاحب کے نزدیک ان تمام عمرانی مسائل کے بارے میں اصلاً تمام اقوام کے اہل الرائے اور اہل دانش متفق ہیں اور اختلاف ادیان اور ایک دوسرے کے معاملات سے ناواقفیت، اور شہروں اور ملکوں کے دور دراز واقع ہونے کے باوجود سب نے تقریباً ایک ہی راستہ مقرر کیا ہے اور اس کی پیروی کی ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔

بالجملة ففي كل باب مسائل اجماعية مسلمة بين أهل البلدان و ان تباعدت و إن تبا عدت الناس بعدها في تمهيد قواعد الآداب مختلفون فالطبيعي

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

يمهدها على استحسانات الطب و المنجم على خواص النجوم و الالهي على الاحسان كما تجدها في كتبهم مفصلة، ولكل قوم زی و آداب يتميزون بها يو جبها اختلاف الامزجة العادات و نحوذلك ۔ (۲۰)

مراد یہ ہے کہ (ارتفاق اول) کے ہر ایک باب میں متعدد ایسے مسائل ہیں جن کی پابندی کرنا ہر ایک قوم ضروری سمجھتی اور اس کی خوبی کو تسلیم کرتی ہے۔ اُصولی طور پر متفق ہونے کے باوجود اس میں شک نہیں کہ ان اصولی باتوں کی تفصیل اور جزئیات میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے جن لوگوں کو طبیعات سے دلچسپی ہے وہ طبی مسائل کی پابندی کرنا ضروری خیال کرتے ہیں برخلاف اس کے جن کی توجہ الٰہیات پر مبذول رہتی ہے وہ ایسی باتوں میں بھی جن کا تعلق ارتفاقات سے ہے۔ مقام احسان کے مسائل کو پیش نظر رکھنا اور ارتفاقات پر بھی اس جلیل القدر مقام کا رنگ چڑھا دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتب میں پایا جاتا ہے۔ ہر قوم کی وضع اور اس کے آداب کا مختلف ہونا اس امر واقع کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک قوم کا مزاج اور اس کی عادتیں دوسری قوم کے مزاج اور ان کی عادات سے مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اصولی طور پر سب متفق ہوتے ہیں۔ سب اہل مشرق ومغرب کا اناج وغیرہ سے غذا حاصل کرنے پر اتفاق ہے۔ اسی طرح تمام قوموں کا ان ارتفاقات کی خوبیوں اور اس کی ضرورت پر بھی اتفاق ہے۔

(۱۱) ارتفاقات الہامی ہیں:

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

لو ان انسان نشأببادية نائية عن البلدان و لم يتعلم من احد رسما كان له لا جرم حاجات من الجوع والعطش والغلبة وا شتاق لا محالة الى امرأة ولا بد عند صحة مزاجهما ان يتولد بينهما اولادو ينضم اهل ابيات و ينشا فيهم معاملات فينتظم الارتفاق الاوّل عن آخره. (۲۱)

یعنی بالفرض اگر کسی انسان کی پیدائش ایک غیر آباد سنسان جگہ پر ہو اور اس لیے وہ رسمی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہو تب بھی اس کو بھوک پیاس اور صنفی خواہش پورا کرنے کی ضرورت پیش آئے گی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لامحالہ وہ کسی عورت کی ضرورت محسوس کرے گا اور اس وجہ سے اولاد پیدا ہوگی اور اس طرح اُن کی نسل بڑھے گی۔ پہلے چند ایک گھر ہونگے پھر بڑھتے بڑھتے قبیلہ اور قوم کی شکل اختیار کر لیں گے، آبادی کے بڑھ جانے اور ایک جگہ پر رہنے سے ان کے درمیان معاملات قائم ہونگے تو اجتماعی زندگی کے نظام کو قائم رکھنے کے لیے لامحالہ پہلے ارتفاق اوّل اور پھر دوسرے ارتفاقات منظم ہو جائیں گے۔

اس سے شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ انسان میں ارتفاقات کا پایا جانا فطری اور جبلی ہے اس کے لیے اُسے کسی تعلیم کی ضرورت نہیں چنانچہ ارتفاقات کے موروثی ہونے کی دلیل کو وہ تسلیم نہیں کرتے۔ اور اگر وراثت سے مراد ارتفاقات کی یہی تربیت ہے تو پھر اُسے تسلیم کرنے میں کوئی نقصان نہیں۔ موروثی ہونے کی وجہ سے ضروری ہو جاتا ہے کہ ارتقاء صرف اُن علاقوں میں پایا جائے جہاں کے لوگ اُن پر عامل ہوں مزید برآں تعلیم کے درجات اور اثرات مختلف ہونے کی وجہ سے یکسانیت کا پایا جانا ممکن نہیں ہوگا۔ لیکن مشاہدہ اس کے برعکس ہے۔ اسی وجہ سے شاہ صاحب اسے فطری قرار دیتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں۔

و آیة بطلانه ان الانسان إذا فرض انه نشاء ببادیة ولم یر انسانا اصلاکان لابدلہ أخلاق مما ذکرنا، فکان فی صوته تقطیع وکان له جمیع ما یحکم به فی الارتفاق الاوُل ، وکان یتأذی بفرقة الأنثٰی و یأنس بها ، ولا ینزال یطلبها ، فان وجدها فانه یتکلم معها کلا ما مفهما ، ثم اذا انضم أهل ابیات نشأت بینهم معاملات اطلعوا علیها بالنقل من اسلافهم .(۲۲)

یعنی موروثیت کے نظریہ کے غلط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ کوئی آدمی کسی دور دراز صحرا یا جنگل میں پیدا ہوا اور وہاں کسی دوسرے انسان کو ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے نہیں دیکھا تب بھی وہ ان اخلاق و انتظامات کے مطابق زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ اس کی آواز میں تقطیع ہوگی اور وہ ارتفاق اول کی تمام شاخوں کا محتاج ہوگا۔ اور وہ رفیقہ حیات نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف محسوس کرے گا اور جب وہ ساتھ ہوگی تو انس محسوس کرے گا اس کی عدم موجودگی کی حالت میں اس کی طلب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں سرگرداں پھرے گا۔اور اگر مل جائے تو لازماً اس سے ہم کلام ہوگا جو قابل تفہیم ہوگا۔ پھر مختلف خاندان ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور باہمی معاملات اور تمدنی تعلقات کا سلسلہ جاری ہو جائے گا اور پھر اسلاف سے اخلاف کو وہ سب طریقے منتقل کردیئے جائیں گے۔

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے پہاڑوں اور صحراوں میں لوگوں کو اسی طریقے کے مطابق زندگی بسر کرتے دیکھا ہے۔ جو نہ کسی الہامی یا غیر الہامی دین کے پابند ہیں اور نہ ہی کسی قسم کے مذہبی فرقے سے ان کا تعلق رہا ہے اور نہ انہوں نے اپنے آباواجداد کے مقرر کردہ قوانین اخلاق اور ضوابط کی پابندی کی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے تمدنی زندگی میں عملی مفید تدبیروں یعنی ارتفاقات کو رواج دیا اور اجتماعی ادارے تشکیل دیئے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ ان کے مروجہ اصول اور آداب انتہائی سادہ ہیں اور ان میں رفعت و کمال نہیں ہے۔

نظریہ ارتفاقات کی بنیاد کسی مذہب کی بجائے فطرت اور انسانیت پر رکھنے کی وجہ سے شاہ صاحب اسے تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے قابل قبول بنا دیتے ہیں۔ اور اس طرح تمام انسانوں کے اتفاق و اتحاد کی طرف بڑھتے ہیں ارتفاقات کے موروثی ہونے سے انکار شاہ صاحب اس لیے کرتے ہیں کہ پھر اس یکسانیت کی تشریح کرنا ناممکن ہو جائے گا جو ارتفاقات کے ضمن میں پوری انسانیت میں پائی جاتی ہے۔اسی وجہ سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ شاہ صاحب اس یکسانیت کی کوئی ایسی تشریح بھی کریں جسے تسلیم کیا جاسکے۔ان کے نزدیک اس کی وجہ الہام ہے۔اس طرح شاہ صاحب عمرانیات کا تعلق مابعدالطبیعات سے بھی ثابت کردیتے ہیں۔اور انسان اور خالق کائنات کے مابین دائمی رشتہ بھی دریافت کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔

شاہ صاحب تاویل الاحادیث میں بیان کرتے ہیں۔

ومنها ان رزقه الله فطنة يعرف بها الارتفاقات من آداب المعيشة وتدبير المنزل' المعاملات وسياسة المدنية وسياسة الامة فعرف المصالح التي يجرى القوم فيها. (۲۳)

شاہ صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ صرف مذہب کے ذیل میں الہام کے قائل نہیں ہیں بلکہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسے پورے انسانی نظام حیات میں جاری وساری مانتے ہیں۔اور انسانی زندگی کی ایسی تشریح کرتے ہیں جو اس کے فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

ان الانسان یوافق ابناء جنسه فی الحاجة الی الاکل والشرب والجماع والاستظلال من الشمس والمطر والاستدفاء فی الشتاء وغیرها وکان من عنایة الله تعالی به ان الهمه کیف یرتفق باداء هذه الحاجات الهاما طبیعامن مقتضی صورته النوعیة فلاجرم یتساوی الافراد فی ذلك الاکل مخرج (۲۴)

یعنی نوع انسان کے جتنے بھی افراد ہیں سب کو کھانے پینے ،صنفی خواہش پورا کرنے اور سردی گرمی کی شدت سے بچنے کی ضرورت پیش آتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ان پر نظر عنایت کا نتیجہ ہے کہ طبعی الہام کے ذریعے اُن کی صورت نوعیہ کے اقتضا کے مطابق سمجھا دیا کہ اپنے لئے وہ کس طرح ضروریات حیات بہم پہنچائیں۔ناقص الخلقت لوگوں کے علاوہ باقی سب افراد میں اس کا ظہور لازمی ہے۔

اس الہام کی نوعیت بعینہ وہی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کو اللہ تعالیٰ نے الہام کر کے اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ بتلایا۔کہ وہ اپنی ملکہ کی کس طرح بے چوں وچرا اطاعت کریں۔اور اپنی اگلی نسل کس طرح تیار کریں۔

قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے۔

و اوحیٰ ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً ومن الشجر ومما یعرشون ○ ثم کلی من کل الثمرٰت فاسلکی سبل ربك ذللاً.(۲۵)

ترجمہ: اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں۔پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل راہوں میں اپنے رب کی صاف پڑی ہیں۔

شاہ صاحب نے وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو وحی کی ہے۔اور ہر ایک اپنے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقرر کردہ نظام حیات کی پیروی کر رہا ہے۔ چڑیوں، چیونٹیوں اور دوسرے تمام حیوانات کا طریق زندگی الگ الگ ہے(۲٦)

ارتفاقات اور اسلام کی ہم آہنگی:

اب ضروری ہے کہ شاہ صاحب کے اُن دلائل کا جائزہ لیا جائے جو اُنہوں نے اس مقصد کے لیے پیش کیے کہ صرف اسلام ہی انسانوں کی تمام عمرانی ضرورتوں کے مطابق ہے۔شاہ صاحب کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو بڑے معجزات ہیں جو حسی نہیں بلکہ عقلی ہیں اور تا قیامت باقی رہیں گے۔ایک تو قرآن کریم اور دوسرا معجزہ شریعت ہے۔

جہاں تک قرآن کی بات ہے اس کے اعجاز پر بہت لکھا گیا ہے لیکن شریعت اسلام کو معجزہ ثابت کرنے میں شاہ صاحب سرفہرست ہیں۔ بلکہ آپ نے قرآن کو بھی اِس پہلو سے معجزہ قرار دیا کہ اس کی تعلیمات حیرت انگیز ہیں۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں

واز اں جملہ و جہی ست کہ جز متد برین در اسرار
شرائع را فہم آں میسر نیست و آں آنست کہ این علوم
خمسہ نفس اینما دلیل بودن قرآن نازل من اللہ بجہت
ہدایت بنی آدم است۔(۲۷)

یعنی ان کے علاوہ بھی ایک وجہ ہے اور وہ ایسی وجہ ہے جسے سوائے اُن کے جو شریعت کے اسرار و رموز کو سمجھنے کا سلیقہ رکھتے ہیں کوئی اور سمجھ ہی نہیں سکتا وہ چیز یہ کہ علوم خمسہ بذات خود دلیل ہیں۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ہم چنین چوں عالم اسرار شرائع می داند کہ در تہذیب نفوس
کدام چیز بافراد انسان مے تواں القا نمود، بعدازاں در فنون خمسہ
تامل می کنند بے شک درمی یابد کہ این فنون در معانی خود

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بو جھی واقع اند کہ ازاں بہتر صورت نہ بندد ۔(۲۸)

یعنی اِس طرح جب ایک ماہر کامل جو اسرار شریعت کا عالم ہے وہ چونکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اصلاح نفس اور تہذیب اخلاق کے لیے سیکھنا اور سیکھانا ضروری ہوتا ہے۔لہٰذا جب وہ قرآن کو دیکھتا ہے اور اُس کے فنون خمسہ پر غور کرتا ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ اس سے بہتر صورت ممکن نہ تھی۔

علامہ شبلی مندرجہ بالا نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قرآن مجید کے متعلق سب سے بڑا نکتہ جو تمام قدماء سے رہ گیا تھا اور جس کو شاہ صاحب نے ظاہر کیا' یہ تھا کہ تمام لوگ قرآن مجید کو صرف وضاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزہ سمجھتے آئے تھے۔ یہ کسی کو خیال نہ آیا کہ قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اخلاق' تزکیہ نفس' توحید' رسالت اور معاد کے جو حقائق قرآن میں مذکور ہیں طاقت بشری کی دسترس سے باہر ہیں۔(۲۹)

شریعت محمدی عمرانی مزاج کی حامل ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دوسرا بڑا معجزہ شریعت اسلامیہ ہے جس کا کمال یہ ہے کہ اُس میں بنی نوع انسان کے تمام مفادات کا خیال رکھا گیا ہے۔ بلکہ وہ اُسی کے مفاد کے لیے تخلیق کی گئی ہے۔شاہ صاحب نے اِسے عقلی طور پر ثابت کر دیا ہے۔شاہ صاحب کے نزدیک قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معجزہ ہے لیکن اس کے باوجود عجمی اقوام کو اس کی وجوہ اعجاز سمجھنا مشکل ہو گیا تو امت کے علماء نے علم وفصاحت و بلاغت کی تدوین کی اور بلاغت کے مختلف پہلوؤں کو عام فہم انداز میں پیش کیا جس سے قرآن کا اعجاز سب پر روشن ہوگیا۔اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر کامل ترین شریعت نازل کی اب ضرورت ہے کہ اُس کی بھی تشریح کی جائے اور دکھایا جائے کہ یہ شریعت اقوام عالم کیلئے کتنی ضروری اور اہم ہے۔اور یہ کہ اس کے تمام مصالح کو اگر مدنظر رکھا جائے تو یہ سمجھنا دشوار نہیں کہ اس قدر مصالح اور حکمتوں کا خیال رکھ کر کوئی بشر ایسا مکمل دستور العمل اور نظام حیات پیش نہیں کرسکتا۔اس لیے یہ بھی معجزہ ہے اور یہ ثابت کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

فلما انقضى عصر هم وجب أن يكون في الامة من يوضح وجوه هذا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

النوع من الاعجاز والآثار الدالة على أُن شريعته صلى الله عليه وسلم اكمل الشرائع و ان اتيان مثله بمثلها معجزة عظيمة كثيرة مشهورة لاحاجة الى ذكرها.(۳۰)

شاہ صاحب نے انتہائی کمال مہارت سے یہ ثابت کیا کہ انبیاء کرام کی بعثت کا ایک مقصد ارتفاقات کی اصلاح بھی ہوتا ہے۔ اور اس دلیل کی وجہ سے شاہ صاحب کے پیش کردہ تمام نظریات ایک مربوط نظم میں آ جاتے ہیں۔ اور انسان خالق اور کائنات کے مابین تعلق پوری طرح واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں۔

وأن مراد الانبياء عليهم السلام اصلاح ماعندهم من الارتفاقات فلا يعدل عنها الى مايباين المألوف اِلا ماشاء الله وأن مظان المصالح تختلف باختلاف الأعصار و العادات، ولذلك صح وقوع النسخ.(۳۱)

یعنی انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس قوم کی ہدایت کے لیے وہ مامور ہوتے ہیں۔ اُن میں ارتفاقات کی جو صورتیں مروّج ہوں اُن کی اصلاح کریں۔ اُن کی مالوف کو یکسر چھڑا دینے کا اُن کو حکم نہیں ہوتا اِلا یہ کہ بعض خاص صورتوں میں بتقاضائے مصلحت ایسا کرنا پڑے۔ اور یہ کہ اُن مظنہ ہائے مصالح میں بھی عصری ماحول اور اختلاف امزجہ و عادات کے لحاظ سے اختلاف واقع ہو سکتا ہے۔ نسخِ احکام کا یہی فلسفہ ہے۔

شریعت محمدی کے مقاصد:

البدور البازغۃ میں شاہ صاحب نے اس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے کہ بنی نوع انسان میں رائج نظام ارتفاقات سے سب سے زیادہ مطابقت شریعت محمدی رکھتی ہے۔ شریعت محمدی کے وہ بڑے مقاصد جنہیں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

مقصد اوّل: پہلا مقصد ارتفاق ثانی کی اصلاح ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ارتفاق اقوام عالم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں عموماً اور ملک عرب میں خصوصاً رائج تھا۔لیکن اُس میں خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔
شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

فأقامه ونفاهما عنه وذلك بطبقة على الخواص الانسانية والعلوم التجاربية و بمزجه بتعظيم الله تعالىٰ .(۳۲)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارتفاق ثانی کو درست کیا اور اُس کی جوروکجی کو دُور کیا چنانچہ ارتفاق کی بنیاد انسانی خواص اور علوم تجربیہ پر رکھی اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کی تعظیم کو اُس کے ساتھ ملا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ طریقہ مبارک بنی نوع انسان کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا۔ایسی باتیں جو اس ارتفاق کے لیے ارکان کی مانند ہیں۔اُن کی پابندی واجب قرار دی گئی اور اُنہیں چھوڑنا ملت حنیفیہ سے نکلنا قرار دیا گیا۔علاوہ ازیں ایسے کام جو ارتفاق ثانی کو مکمل اور حسین بناتے ہیں اُنہیں مستحب قرار دیا گیا۔اُن پر عمل کی ترغیب دی لیکن تارک قابل ملامت نہیں۔اور ایسے اُمور جن کی وجوہ سے ارتفاق ثانی تباہ ہو جاتا' کا ارتکاب حرام ٹھہرایا گیا اور اُن کے ترک کی شدید تاکید کی گئی۔ایسے ہی کچھ کام مکروہ قرار دیئے گئے۔اور جن میں کوئی نقصان نہیں تھا اُنہیں مباح قرار دیا گیا۔

مقصد دوئم: شریعت محمدی کا دوسرا بڑا مقصد معاشرتی رسوم کی اصلاح ہے۔تاکہ نقصان سے بچا جا سکے۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

ومنها اصلاح الرسوم يجعلها مؤيدة للتوجه الى الله لا مناقضة له و يجعلها نافعة لجمهور الناس متسعة لاضيقة ضارة لجمهورهم .(۳۳)

یعنی اُن مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ رسوم کی اصلاح کر دی جائے اور اُنہیں ایسا بنا دیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مبذول کرانے کی موید ہوں اور اُس کے مخالف نہ ہوں نیز اُن رسموں کو ایسا بنا دیا جائے کہ وہ جمہور کے لیے مفید ہوں اُن میں وسعت ہو تنگی نہ ہو۔تاکہ وہ جمہور کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیےنقصان دہ نہ بن جائیں۔

محمد الغزالی عمرانی رسومات پر ایک تفصیلی بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلام معاشرے میں ایسی اصلاحات سے گریز کرتا ہے جو معاشرے کے لیے اجنبی تصورات پر مبنی ہوں۔(۳۴)

مقصد سوم: شریعت اسلامیہ کا تیسرا مقصد ارتفاق ثالث کا قیام ہے۔تا کہ لوگ ایک ایسے نظام کے ماتحت ہو جائیں جو عدل پر مبنی ہے اور جہاں نہ کسی پر ظلم ہوتا ہے اور نہ کرنے دیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

و منها إقامة الارتفاق الثالث باستيفاء لكل مظلمة حقها من الجزاء و كبح العباد عن الفساد و فصل الخصومات و المنازعات بين الناس و مجاهدة المفسدين في الارض الظالمين للناس المتخر بين احزابا.(۳۵)

یعنی ایک مقصد ارتفاق ثالث کا قیام ہے۔کہ ہر ایک ظلم کے لیے مناسب سزا مقرر ہو‘ لوگوں کو فساد سے روکا جائے۔اُن کے تنازعات اور خصومات کا صحیح فیصلہ کیا جائے اور زمین پر فساد پھیلانے والوں‘ ظلم کرنے والوں اور خرابی پھیلانے والوں سے جہاد کیا جائے۔تا کہ نظام درست رہے اور اُس میں بگاڑ نہ آنے پائے۔علاوہ ازیں شعائر اللہ اور دین اسلام کے اظہار اور اشاعت کا انتظام کیا جائے‘ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور وعظ ارشاد کا بندوبست بھی اِسی ارتفاق کے تحت ہو گا۔

مقصد چہارم: شریعت محمدی کا چوتھا بڑا مقصد اسلام کو ارتفاق چہارم کے مطابق نافذ کرنا ہے۔ اور تمام مخالفین اور عدل دشمن عناصر کا قلع قمع کرنا ہے۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

بأن لايوجد على وجه الأرض احد إلاوقد غلبة الدين الحنيفي بحيث لايمكن له مقاومته.(۳۶)

یعنی روئے زمین پر کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے جو دین حق سے مغلوب نہ ہو اور یہ غلبہ اس قسم کا ہو جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ارتفاق چہارم میں اسلامی ریاست میں لوگ تین جماعتوں میں منقسم ہو جائیں گے۔
مؤمن مخلص جو ظاہر و باطن سے مطیع وفرمانبردار ہونگے۔ضعیف الایمان جو ظاہراً مسلمان لیکن باطناً
اُس میں ایمان کی روشنی نہیں ہوگی۔تیسری جماعت اعلانیہ کفار کی ہوگی۔ جو جزیہ دینا قبول کریں اور
اسلامی حکومت کی ماتحتی میں آ جائیں ۔اس طرح شاہ صاحب شریعت اسلامیہ کے بڑے مقاصد
ارتفاقات کی اصلاح اورنشو ونما متعین کرتے ہیں۔

ارتفاق چہارم اورعصر حاضر:

نظریہ ارتفاقات پیش کرتے ہوئے شاہ صاحب ایک عبقری ماہرعمرانیات نظرآتے ہیں۔
اٹھارہویں صدی میں ارتفاق چہارم کے امکانات نظروں سے بعید تھے۔لیکن دورحاضر کی جدید ترین
ایجادات نے شاہ صاحب کے تخیل کوزندگی بخش دی ہے۔چنانچہ ارتفاق چہارم کا تجزیہ دورحاضر کے
تناظر میں انتہائی ضروری ہے۔لیکن مزید تبصرے سے پہلے دواہم نظریات کا جائزہ لیناضروری ہے۔

انسانی آبادی کے اضافہ نے سفری ضروریات اور ذرائع نقل وحمل میں ترقی کے رجحان کو
جنم دیا جس کی وجہ سے دور دراز علاقوں تک رسائی ممکن ہوگئی ۔اس کالازمی نتیجہ نئے علاقوں اور
راستوں کی دریافت تھا۔کرسٹوفرکولمبس اورواسکوڈی گاماں وغیرہ اسی جدو جہد کی داستان ہیں ۔ایسی
کوششوں نے انسانی عمران کے عالمی منظرنامہ کی تشکیل وترتیب کا آغاز کیا۔اس کا پہلا مرحلہ کرہ ارض
کے تمام علاقوں کی دریافت اوران کے آباد کیے جانے پرختم ہوا۔اسی مرحلہ میں مختلف علاقوں پر قبضہ یا
ان سے معاشی ودیگرفوائد کے حصول کے لئے ایک عالمی مسابقت کا آغاز ہوا۔

انیسویں صدی کے اواخر میں ایک امریکی باشندے الفریڈ ماہین نے ایک اہم کتاب لکھی
جس کا نام The Influence of Sen Power Upon History یعنی "بحری
طاقت کا اثر تاریخ"پرتھا۔جس میں اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ بحری طاقت کسی بھی قوم کے نصب
العین کے حصول میں مرکزی کردارادا کرتی ہے۔یعنی کمزور بحری طاقت رکھنے والی اقوام عالمی جدوجہد
کے منظرنامے سے غائب ہوجائیں گی (۳۷)اس نظریے کے منظرعام آنے کے بعد مختلف ملکوں نے
اپنی بحری طاقت میں اضافہ پرخاص توجہ دی۔جس سے عالمی منظرنامہ کے نئے مرحلہ کا افتتاح ہوا۔یہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتاب اس وقت کے جدید ترین ذریعہ سفر کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر کی گئی تھی۔

۱۹۰۴ء میں ایک برطانوی باشندے Halford J.Mackinder نے رائل جیو گرافیکل سوسائٹی کے ایک اجلاس میں ایک مقالہ پیش کیا جس کا عنوان The Geographical Pivot of History یعنی "تاریخ کا جغرافیائی محور" تھا۔اس میں میکنڈر نے یہ نظریہ پیش کیا کہ کرہ ارض کے جغرافیائی اکتشافات کا دور ختم ہو چکا ہے۔اور اب ایک محدود دعالمی سیاسی نظام سے ہی سروکار رہے گا۔یعنی دنیا کی سرحدیں کرہ ارض سے باہر نہیں جاسکتیں اور کرہ ارض کی دریافت اور آبادکاری وغیرہ اس لحاظ سے مکمل ہو چکی ہے کہ کوئی علاقہ ایسا باقی نہیں رہا جس پر کسی نہ کسی ملک کا قبضہ وتسلط نہ ہو۔چنانچہ اس کے نتیجہ میں انسانی کوششوں کا رخ ایک محدود جغرافیائی تناظر یعنی کرہ ارض تک مرکوز رہے گا۔اس پیش منظر میں مختلف علاقوں کا محل ووقوع مرکزی کردار ادا کرے گا۔جغرافیائی لحاظ سے اہم ترین خطوں پر قبضہ دنیا کے سیاسی ،معاشرتی اور معاشی نظام کی قسمت کا فیصلہ کرے گا۔اس نے دنیا کو مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے یہ نشاندہی کی کہ اہم ترین علاقے جنہیں وہ" قلب زمین" قرار دیتا ہے وہی ہیں جو بحری قوت کی دسترس سے باہر ہیں۔

میکنڈر نے یورپ ایشیا اور افریقہ کو تین کی بجائے ایک براعظم قرار دیا۔اور اسے "جزیرہ عالم" کا نام دیا۔اس کے نزدیک مشرقی یورپ پر قابض قوت " قلب زمین "پر حکومت کرے گی اور " قلب زمین "پر حاوی طاقت جزیرہ عالم پر مسلط ہو جائے گی۔اور جزیرہ عالم پر تسلط کا مطلب "عالمی حکمرانی" ہے۔(۳۸)

الفریڈ ماہن کے مضبوط بحری طاقت کے تصور کو میکنڈر نے "جغرافیائی محور" پیش کر کے غیر اہم کر دیا۔لیکن یہ دونوں تصورات دنیا کی سیاسی،معاشرتی اور معاشی تاریخ میں ہزاروں ابواب کا اضافہ کر گئے۔ان تصورات کی روح "عصری تقاضوں کے مطابق جدید ترین ذریعہ نقل وحمل کی سیاسی ،معاشرتی اور معاشی اہمیت "اور "مختلف خطوں کی جغرافیائی اہمیت" کو کسی بھی دور میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

الفریڈ ماہن کے دور میں بحری طاقت سے بڑی قوت کا تصور ممکن نہ تھا۔ہوائی جہاز کی ایجاد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پر اسی تصور کو منطبق کیا جائے۔اور اس اہم ایجاد کے بعد عالمی سیاسی کشمکش کا مطالعہ کیا جائے۔تو اسے سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی ،بحری قوت کی بجائے فضائی قوت کارفرما نظر آئے گی۔اسی نظریہ کا انطباق موجودہ دور پر کیا جائے تو فضائی قوت سے بھی زیادہ اہم کرہ ارض کا خلا ٹھہرے گا۔مصنوعی سیاروں کی بدولت پوری دنیا کے حالات سے فوری آگہی ممکن ہوگئی۔اب خلا پر حکمران طاقت دنیا کی تقدیر کا فیصلہ کرے گی۔موجودہ جدید ترین ذرائع نقل وحمل ،کمپیوٹر کی ایجاد اور انسانی آبادی میں مسلسل اضافہ،انسانی عمران کے عالمی منظر نامہ کے آخری باب کو تشکیل دے رہا ہے۔یعنی ایک ہی منظر نامہ میں مختلف اقوام ،مختلف مذاہب اور متعدد تہذیبوں کا وقوع نوشتہ دیوار ہے۔اس عالمی منظر نامہ میں دنیا کی تمام تہاذیب اور مذاہب اپنے اپنے دائرہ عمل میں موجود ہوں گے۔اطلاعات ومعلومات کی تیز ترین فراہمی کے نظام کی موجودگی انسانوں کو مختلف تہاذیب اور مذاہب کے تجزیہ کا موقع فراہم کرے گی۔جس کے نتیجے میں غیر ترقی یافتہ مذاہب اور اقوام بے اثر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ تخیلاتی اور غیر موثر نظریات وعقائد رفتہ رفتہ نابود ہو جائیں گے۔

یہاں ضروری ہے کہ ایک اہم نکتہ کو سامنے لایا جائے اور وہ یہ کہ کیا ایسے عالمی معاشرے کا قیام ممکن ہے جس میں سارے مذاہب اور تہاذیب برابری کی بنیاد پر زندہ رہ سکیں؟اور ان میں آپس میں چپقلش بھی نہ ہو؟ سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ممکن ہے تو پھر اس کو کنٹرول کرنے والے عناصر کون ہو نگے ؟ کیا ان کا تعلق کسی ایک مذہب سے نہیں بلکہ تمام مذاہب سے ہوگا ؟ یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ ایک شخص بیک وقت عیسائی ،ہندو، بدھ اور مسلم نہیں ہوسکتا۔یا پھر وہ کسی بھی مذہب سے غیر متعلق ہوں۔ یہ صورت بھی ممکن نہیں کیونکہ ہر مذہب کا انکار کرنے والے حکمران طبقے مختلف مذاہب پر مشتمل معاشرے کو کیسے کنٹرول کر سکیں گے۔اور لوگ کیونکر ان کی اطاعت کریں گے۔

اس لئے عالمی منظر نامہ پر قابض طاقت کا کسی ایک مذہب سے متعلق ہونا ایک لازمی امر ہے۔اور اس قابض گروہ سے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اپنے مذہب کی حمایت دائرہ امکان سے باہر نہیں چنانچہ ایک ایسے عالمی معاشرے کا تصور جہاں سارے مذاہب برابری کی بنیاد پر رہ سکیں ایک شاعرانہ تخیل کے سوا کچھ نہیں۔ایسے سیکولر معاشرے کا قیام مندرجہ بالا معنوں میں ابھی تک ممکن نہیں ہو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ا۔ دورحاضر کی نمایاں سیاسی طاقتیں سیکولرازم کے بلند بانگ نعروں کے باوجود اس حقیقت کو نہیں چھپا سکتیں کہ ان کی تمام سیاسی حکمت عملیاں ان کے مذہبی تصور کے زیر اثر ہیں۔ اور مخالف مذہب کے ماننے والوں کو زیر کرنا اور ان کے علاقوں اور ذرائع پر تسلط ان کی سیاسی و فوجی حکمت عملی کا بنیادی پتھر ہے۔

چنانچہ ارتفاق چہارم کے اس مرحلے پر ایک نکتہ پر اتفاق دائرہ امکان میں آتا ہے اور وہ یہ کہ تمام مذاہب کے ماننے والے ایک ایسا معیار قائم کر لیں جو متفقہ ہو اور اس پر ہر مذہب کو پرکھا جائے راقم الحروف کے نزدیک وہ معیار شاہ ولی اللہؒ نے پیش کیا ہے کہ ایسا مذہب ہی عالمی مذہب بننے کا مستحق ہے جو انسانیت کے لئے سب سے زیادہ مفید ہو۔ اور اس نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہو۔ چونکہ تمام مذہب کے ماننے والے انسان ہی ہیں لہذا یہ معیار قابل عمل بھی ہے اور قابل تسلیم بھی۔ پرامن طور پر اس سے زیادہ متفقہ بنیاد کی فراہمی ناممکن ہے۔ وگرنہ فیصلہ کن کردار جنگ ادا کرے گی۔ اور ایک کی برتری کو باقی لوگوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ خواہ وہ دل سے چاہیں یا نہ چاہیں۔

نظریہ ارتفاقات میں کارفرما شاہ صاحب کا طرز استدلال:

قرآن میں یہ اُصول بتایا گیا ہے کہ اختلافات کی صورت میں ایسی بات پیش کی جائے' جس پر سب کا اتفاق ہو اور تا کہ طبیعتوں میں سے ایک دوسرے سے وحشت اور نفرت نکل جائے' اور اُنس پیدا ہو اس کے بعد افہام وتفہیم کا مرحلہ شروع کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا. (۳۹)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہرائیں اُس کا کسی کو۔

اِس اُصول کے مطابق پہلے شاہ صاحب نے پہلے یہ بتایا کہ تمام انسانوں میں رہن سہن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے طریقے ملتے جلتے ہیں۔ پھر اس یکسانیت کی وضاحت کی کہ یہ وراثت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فطرت کی وجہ سے ہے جو انسانوں کو الہام کی گئی ہے۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ یہ بات پیش کی ہے کہ دین اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور اُس کے تمام عقلی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اس طرح آپ دورِ زوال میں اسلام پر اُٹھنے والے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ دین اسلام ہی عمرانی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ (۴۰)

نظریہ ارتفاقات پیش کر کے شاہ صاحب قاری کو درست فیصلہ کرنے کی راہ دکھا دیتے ہیں اور بظاہر ایک طرف ہٹ جاتے ہیں۔ اب یہ قاری پر منحصر ہے کہ تمام مذاہب و نظریات کو شاہ صاحب کے نظریہ ارتفاقات کی کسوٹی پر پرکھے اور کھرے نظریہ و مذہب کو دل و جان سے قبول کر لے لیکن دوسری جانب شاہ صاحب اسلام کی چند ایسی خوبیاں سامنے لے آتے ہیں جن پر غور کرنے سے دین اسلام کی حیرت انگیز خوبیاں آشکار ہو جاتی ہیں۔

ارتفاقات کے نظام کو فطری اور الہامی ثابت کرنے سے شاہ صاحب انسان اور کائنات میں ہم آہنگی کو سامنے لے آتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کو ارتفاق چہارم کے عین مطابق ثابت کرنے کے بعد شاہ صاحب تمام دنیا کو یہ چیلنج دے دیتے ہیں کہ اگر کوئی اور نظام عہد جدید کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہو تو اسے سامنے لاؤ۔ اس کا سیدھا سیدھا مطلب یہی ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک ارتفاق چہارم میں امن و سکون کا واحد ذریعہ صرف اور صرف اسلام ہی ہوگا۔

المختصر شاہ ولی اللہؒ کا پیش کردہ نظریہ ارتفاقات نہ صرف عمرانی علوم میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے بلکہ عصری تناظر میں اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حواشی

۱۔ اصلاحی، امین احسن: تدبر قرآن، لاہور، فاران فاؤنڈیشن، ۱۴۱۱ھ، ۵۳۶/۹

۲۔ ابن مسکویہ 'ابوعلی احمد: الفوز الاصغر، مصر، مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۲۵ھ ص ۲۷

۳۔ الدھلوی، ولی اللہ، شاہ: البدور البازغہ، حیدرآباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، ۱۹۷۰ء، ص ۸۴

۴۔ لسان العرب تحت ر۔ف۔ق، ۱۱۸/۱۰

۵۔ لدھیانوی، بشیر احمد: شاہ ولی اللہ کا فلسفہ عمرانیات ومعاشیات، لاہور، مکی دارالکتب ، ۱۹۹۴ء، ص ۵۷

۶۔ صدیقی، عبدالوحید: شاہ ولی اللہ کی اصطلاحات، الرحیم، حیدرآباد، جلد ۱، شمارہ ۱۰، مارچ ۱۹۶۴ء ، ص ۶۲

۷۔ الفارابی، ابونصر محمد: آراء اھل المدینۃ الفاضلہ، لائیڈن، ای۔جے۔بریل، ۱۸۹۵ء ص ۵۳

۸۔ ابن سینا، ابوعلی الحسین: الشفاء، قاہرہ، المطابع الامیریہ، ۱۳۸۰ھ ص ص ۴۴۷

۹۔ الدھلوی، ولی اللہ، شاہ: حجۃ اللہ البالغہ، مصر، ادارہ الطباعۃ المنیریہ، بدون تاریخ الطبع، ۳۹/۱

۱۰۔ ایضاً ۴۰/۱

11. Halepota, A.J: Philosophy of Shah Waliullah, Lahore, Sind Sagar Academy, N.D, P-50

۱۲۔ البدور البازغہ، ص ۹۱

۱۳۔ حجۃ اللہ البالغہ، ص ۴۴/۱

۱۴۔ ایضاً، ص ۹۳/۱

۱۵۔ البدور البازغہ ص ۱۱۳ وبعد

16. Ghazi, Mehmood Ahmed, Dr, Islamic Renaissance

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Islamic in south Asia, Islamabad, Research Institute, 2002, P- 138.

۱۷۔ المصدرالسابق،ص ۱۱۹

۱۸۔ حجۃ اللہ البالغہ،۱/۴۰

۱۹۔ ایضاً، ۱/۴۱

۲۰۔ ایضاً،۱/۴۱

۲۱۔ ایضاً،۱/۴۹

۲۲۔ البدورالبازغہ،ص ۱۲۵

۲۳۔ الدھلوی،ولی اللہ،شاہ: تاویل الاحادیث،حیدرآباد،شاہ ولی اللہ اکیڈمی،۱۹۶۶، ص ۷۹

۲۴۔ حجۃ اللہ البالغہ،ص ۱/۳۸

۲۵۔ النحل ۱۶: ۶۹

۲۶۔ المرجع السابق،۱/۳۸

۲۷۔ الدھلوی،ولی اللہ،شاہ: الفوزالکبیر،لاہور،المکتبۃ السّلفیہ،۱۹۵۱ء ص ۷۰

۲۸۔ ایضاً،ص ۷۱

۲۹۔ شبلی نعمانی: علم الکلام،کراچی،نفیس اکیڈمی، ۱۹۷۹ء ص ۹۲

۳۰۔ حجۃ اللہ البالغہ،۱/۸

۳۱۔ ایضاً،۱/۸۹

۳۲۔ البدورالبازغہ،ص۲۶۵

۳۳۔ ایضاً،ص۲۶۶

34. Al-Ghazali, Muhammad, Dr, Socio-Political thought of Shah Wali Ullah, Islamabad, Islamic Research Institute, 2002-P-27.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۳۵۔ البدورالبازغہ،ص ۲٦٦

۳٦۔ ایضاً،ص ۲٦٦

37. Mahan, T. Alfred: The Influence of Sea Power upon History, Dove Publications, 1987, PP87FF

38. Mackinder, Halford J., Sir, : The Georgraphical Pivot of History, The Geographical Reader, ed. Gearaid Otuathail, Routledge, London, 1997, PP27FF

۳۹۔ البقرۃ، ۲ : ٦۴

۴۰۔ حجۃ اللہ البالغہ، ۱/ ۸

☆☆☆☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com